Quarterly Research Journal of Arabic
ALOROOBA
العروبة
ISSN (Print): 2710-5172
ISSN (Online): 2710-5180

Volume: *4* ***Issue***: *2 (April – June 2023)*
Alorooba Research Journal
ISSN (Print): *2710-5172* ***ISSN (Online):*** *2710-5180*
HJRS: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1021427#journal_result
Issue URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/issue/view/11
Article URL: https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/85

Title:

برصغیر میں شاہ ولی اللہؒ کی سماجی،اخلاقی واصلاحی کاوشوں کا تحقیقی مطالعہ

A research study of Shah Waliullah's social and moral reform efforts in the subcontinent

Author: ***Dr. Umme Salma***
Lecturer, Institute of Education and Research
University of the Punjab – Lahore
E-mail: ummesalma.ier@pu.edu.pk
ORCID: https://orcid.org/0009-0009-1205-8107

Citation: *Dr. Umme Salma. (2023). A research study of Shah Waliullah's social and moral reform efforts in the subcontinent: برصغیر میں شاہ ولی اللہؒ کی سماجی،اخلاقی واصلاحی کاوشوں کا تحقیقی مطالعہ. Alorooba Research Journal, 4(2), 211–224. Retrieved from https://www.alorooba.org/ojs/index.php/journal/article/view/85*

Published: 2023-06-30
Publisher: *Alorooba Academic Services SMC-Private Limited Islamabad- Pakistan*

Indexation:
ISSN, DRJI, Euro Pub, Academia, Google Scholar, Asian Research Index, Index Copernicus International, index of urdu journals.

برصغیر میں شاہ ولی اللہؒ کی سماجی، اخلاقی واصلاحی کاوشوں کا تحقیقی مطالعہ

A research study of Shah Waliullah's social and moral reform efforts in the subcontinent

Dr. Umme Salma
Lecturer, Institute of Education and Research
University of the Punjab – Lahore
E-mail: ummesalma.ier@pu.edu.pk ORCID: https://orcid.org/0009-0009-1205-8107

Abstract

Shah WaliUllah is one of the famous personalities of the eighteenth century, he had a great effect on the history of subcontinent. The guideline for the reform of ummah he provided remained a guideline for centuries. He was a great reformer, thinker, scholar and author of many books. Shah Waliullah was very unique in his thoughts and ideas. The great scholar Shahwaliualla is one of the prominent names who has written many books on different fields of Islam. One of his greatest efforts was the translation of the Holy Quran in simple Persian language. Later, his sons carried his work by translating the Holy Quran into Urdu language. His very original contribution to the substantive Islamic disciplines like tafsir, hadith, fiqh, kalam and tasawwaf. Shawaliullah had a very eventful practical life. He addressed the Muslims community at different levels and strata, and for this purpose, he adopted various channels of effective communication, making vigorous attempt to reform the thought and behavior of his fellow Muslims. The impact of his academic reform as well as his sustained work to revivify his community has been a unique phenomenon of history and it exerted a long-lasting and extensive influence on the future development of Muslims culture, society and politics.

Key words: *Refom, Community, Practical, Culture, Translation, Guideline.*

مقدمہ

مسلمانوں کے فکری جمود اور اندھی تقلید کے اس رجحان کا آغاز سیاسی استبداد کے دور میں ہوا جو بالآخر اس درجے تک پہنچا کہ جب اٹھارویں صدی میں یورپی اقوام نئے افکار وخیالات سے سرشار ہو کر مشرق کی جانب بڑھیں تو پوری اسلامی دنیا ان کے قدموں میں تھی اور ان کی معاشی لوٹ کھسوٹ پر ان کا نہ کوئی ہاتھ پکڑنے والا تھا اور نہ ہی، معاشرتی معاشی سیاسی اور اخلاقی پستی کے آگے بند باندھنے کو مردرجال نظر نہیں آتا تھا، اس اندھی تقلید، فکری انتشار کے دور میں جن اہل علم نے آواز بلند کی ان میں سے ایک نام شاہ ولی اللہ دہلوی 1703ء-1762ء کا ہے۔ برصغیر میں اسلامی حکومت کو زوال اور معاشرے کے تمام طبقہ کو انتشار نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور مسلمانوں کا کوئی طبقہ حکمران اور عساکر، علما اور فقہاء، صوفیاء کرام اور عوام اس سے محفوظ نہ تھے۔ ان سب حالات کو شاہ ولی اللہ بصارت و بصیرت سے ملاحظہ فرما رہے تھے انہوں نے اس کا سبب تلاش کرنے کی کوشش کی اور اس حقیقت پسندانہ تجزیے میں وہ بالکل درست نتیجے پر پہنچے۔ انہوں نے اس ہلاکت آفرین مرض کی تشخیص پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے علاج کے لیے ہمت باندھی اور ہر ممکن طریقہ اختیار کیا، ہر گروہ کی خامیاں کوتاہیاں لکھ کر اس کے سامنے رکھ دیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے وسیع دینی لٹریچر، تفسیر توضیح حدیث، فلسفہ، دین، تصوف اور احسان کی تعلیم اور عملی تربیت کے ذریعے ان کے سامنے راہ ہدایت واضح کی جو ان کے لیے دنیا اور آخرت کی عزت وسربلندی اور

کامیابی کا راستہ کھولتی ہے اور مسلمانوں کو اس بات سے آگاہ کیا کہ مسلمانان ہند کی ان ساری روحانی اور اخلاقی اور تکلیف والم کا منبع و مرکز ہر سطح پر اور ہر دائرہ زندگی میں اخلاق کا زوال ہے اور معاشرہ تنزلی کی طرف گامزن ہے۔

پس منظر:

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے دور کی سیاسی، معاشرتی، معاشی اور اخلاقی صورتحال کو دیکھا جائے تو سیاسی طور پر اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد (1707ء) میں مغلیہ حکومت زوال کے سفر پر روانہ ہو چکی تھی، اورنگ زیب کے بعد گیارہ مغل بادشاہ تخت نشین ہوئے لیکن برصغیر پاک و ہند میں مسلم حکومت کو عروج کے دن دیکھنا نصیب نہ ہوئے، اس کی اولاد نے اورنگ زیب کی سلطنت کی وسعت، استحکام، اور اشاعت کی کوششوں پر اپنی تعیش پسندی، کاہلی، نااہلی، اندرونی اختلافات و کشمکش، خود غرضی و جاہ پسندی، امور سلطنت سے غفلت کی بنا پر اس پر پانی پھیر دیا اور اقتدار کو اپنے ہاتھوں کھو دیا۔

صدیوں سے دہلی میں ایک نہایت معزز خاندان آباد تھا، جس کے افراد زہد و ریاضت میں، علم و فضل اور تقوی و صداقت کے لئے مشہور تھے، اسی خاندان کے افراد سلاطین کے درباور میں اعلی عہدوں پر فائز اور کئی پشتیں ارباب سیف و قلم اور صاحبان جبہ و دستار گزری تھیں، اسی خاندان سے شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کا تعلق تھا جو اپنے زمانے کے جید عالم جانے جاتے تھے۔ (1)

آپ کا تعلق ایک اعلیٰ خاندان سے تھا آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمرؓ تک جا پہنچتا ہے، آپ کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جو اپنے زہد و ورع میں اعلی درجے پر فائز تھا، حضرت شاہ صاحب کے والد محترم شاہ عبدالرحیم عہد عالمگیری کے جید عالم اور صاحب باطن صوفی تھے، ان کی درس گاہ "مدرسہ رحیمیہ" سے نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ملک کے طلبہ بھی استفادہ کرتے تھے۔ (2)

تعارف:

"شاہ ولی اللہؒ کی ولادت 4 شوال 1114ھ بمطابق 21 فروری 1703ء ہے شاہ عبدالرحیم کی ساٹھ برس کی عمر تک کوئی اولاد نہ تھی کبر سنی میں اللہ تعالی نے انہیں فرزند عطا فرمائے، ان میں سب سے بڑے شاہ ولی اللہؒ تھے ان کی ولادت عالمگیر کی وفات سے چار سال قبل 1703 میں ہوئی۔ (3)

ابھی آپ چودہ سال کے تھے کہ آپ کی شادی کر دی گئی آپ نے سولہ برس کی عمر میں اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت کی سترہ سال کے تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا آپ 1143ھ میں حرمین شریف میں سال بھر رہے اور وہاں پر ابو طاہر مدنی کی روایت سے حدیث سے مشرف ہوئے (4) آپ کی اولاد امجاد نے آپ کے مشن کو جاری رکھا اور پوری تندہی سے اشاعت اسلام کا فریضہ سرانجام دیا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالی نے آپ کو ایسے فرزند عطا فرمائے، جنہوں نے شاہ صاحب کے جلائے ہوئے چراغ کو نہ صرف روشن رکھا بلکہ اس سے سینکڑوں چراغ جلائے، پھر ان چراغوں سے وہ چراغ جلتے رہے جن سے اس پورے براعظم (ہندوستان) اور ہندوستان سے باہر بھی کتاب و سنت، عقائد، اشاعت توحید خالص رد شرک و بدعت، اصلاح رسوم، تزکیہ نفس، حصول درجہ انسانی، اعلائے کلمۃ اللہ، جہاد فی سبیل اللہ، حمیت دینی، تاسیس مدارس دینیہ دین کی صحیح تعلیمات کی ترجمانی و تبلیغ کے لئے تصنیف و تالیفات اور تراجم قرآن پاک و کتب احادیث و فقہ کا مبارک سلسلہ اس وقت تک سے لے کر آج تک جاری ہے۔ (5) آپ کے چار بیٹے تھے شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی۔ (6)

آپ نے بہت سی کتب لکھیں، جن میں عربی اور فارسی دونوں قسم کی کتب شامل ہیں اور ہر کتاب اپنے موضوع پر مآخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

تصانیف کا جائزہ:

آپ کی ان گنت تصانیف ہیں اور ڈاکٹر محمد مظہر کے مطابق آپ کی تصنیف کردہ کتب کی تعداد ۳۷ ہے (7) آپ نے زندگی کے بے شمار پہلوؤں پر کتب تحریر کی ہیں

قرآن ومتعلقات ,حدیث ومتعلقات حدیث،اسرار شریعت ،علم الکلام، تصوف ،تاریخ وسوانح ، معاشرت ، معاش ،سیاست وحکومت، مکتوبات دیوان: دیوان اشعار، متفرقات موضوعات پر بھی بے شمار تصنیفات ملتی ہیں۔

عربی اور فارسی دونوں قسم کی کتب شامل ہیں اور ہر کتاب اپنے موضوع پر ماٰخذ کی حیثیت رکھتی ہے ،دنیا میں کم ہی ایسے مصنفین گذرے ہیں، جن کی کتابیں تعداد اور پایہ دونوں لحاظ سے قابل قدر ہوں ، شاہ صاحب ایسے مصنفین کی صف اول میں نظر آتے ہیں،علوم شرعیہ میں شاید ہی کوئی علم ہو جس پر شاہ صاحب کی کوئی نہ کوئی گراں مایہ تصنیف موجود نہ ہو"۔(8)

شاہ صاحب کی تصنیفات کے ہزاروں صفحے پڑھ جاؤ آپ کو یہ معلوم ہی نہیں ہوگا کہ یہ بارہ صدی ہجری کے پر آشوب زمانے کی پیداوار ہے جب ہر چیز بے اطمینانی اور بدامنی کی نذر تھی ہر طرف علمی اور فکری ابتری ہی نظر آتی اس دور میں صرف یہ معلوم ہوگا کہ فضل وعلم کا ایک دریا ہے جو کسی شوروغل کے بغیر سکون وآرام کے ساتھ بہہ رہا ہے جو زمین ومکان کے خس وخشاک کی گندگی سے پاک وصاف ہے (9)

حالات کا جائزہ:

آپ جس دور میں پیدا ہوئے وہ دور مسلم امہ کے لئے نہایت پریشان کن تھا ہر طرف منکرات وبرائیوں کا دور دورہ تھا، اسلامی حکومت کی بنیادیں اکھڑ رہی تھیں، سیاسی زوال واخلاقی پستی کے ساتھ ساتھ عوام کی مذہبی اور اخلاقی حالت انتہائی بدتر تھی ہندوانہ رسوم وعادات اور طور طریقے اختیار کرتے ہوئے مسلمان بت پرستی کی طرف مائل ہو رہے تھے۔اسلام اور کفر کی تمیز ختم ہو رہی تھی۔ شاہ ولی اللہؒ ایک دردمند اور حساس دل رکھتے تھے اس لئے اپنے زمانے کے بعض اہل دل اور معتمدین سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ :

> "ازاں باز شوکت سورج مل افزونی یافت ،واز دو کردہ دہلی گرفتہ تا اقصیٰ اکبر آباد طولاواز حدود میوات تا فیروزاباد وشکوہ آباد عرضا متصرف شد وازان وصلوۃ مقدور کسے نہ کہ برپا دارد"۔ (۱۰)
>
> "سورج مل کی شوکت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ دہلی سے دو کوس دور سے لے کر آگرہ کے آخر تک طول میں اور عرض میں حدود میوات سے فیروز آباد اور شکوہ آباد تک ان کا قبضہ ہے، کسی میں طاقت نہیں کہ ان علاقوں میں اذان ونماز جاری کر سکے"۔

حوادث کی اس غیر یقینی صورتحال کے پیش نظر شاہ ولی اللہؒ مضطرب تھے، اس لئے حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے اور دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ :

> "اگر غلبہ کفر معاذاللہ بہمیں مرتبہ ماند، مسلمانان اسلام فراموش کندہ ،واندکے از زماں نگذرد کہ قومے شوند کہ نہ اسلام را دانند کفر را"۔(۱۱)

غلبہ کفر، معاذاللہ، اسی انداز میں رہا تو مسلمان اسلام کو فراموش کر دیں گے اور مختصر عرصہ میں وہ ایسی قوم بن جائیں گے کہ اسلام اور غیر اسلام میں کوئی امتیاز باقی نہ رہے گا۔

معاشی طور پر بدحالی چھائی ہوئی ہوئی تھی اس معاشی بدحالی اور افلاس کا آپ تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"دریں وقت ہر عملے دخلے کہ در سکار پادشاہی جاری است بدست ہنود است ــــــ ہر دولتے وثروتے کہ ہست در خانحائے این ہا جمع شدہ وہر افلاسے ومحمصہ کہ ہست بر مسلمانان---"۔(١٢)

"حکومت کے پیش کاروں اور کارکنوں میں اکثریت ہندؤں کی ہے اور سرکاری کاموں میں پورا عمل دخل انہی ہندوؤں کا ہے-----ان کے گھروں میں ہر قسم کی دولت جمع ہو گئی ہے اور اس وقت مسلمانوں پر افلاس اور بدحالی کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔"

معاشرتی وسیاسی حالات سے آگاہی:

آپ مسلمانوں کے دور عروج اور دور زوال دونوں کے چشم دید گواہ ہیں، انہی ایک طرف تو دور عروج کا فکری شعور ورثہ میں ملا تو دوسری طرف وہ آنے والے دور کے سماجی واخلاقی انتشار اور فکری زوال کا بھی مکمل ادراک رکھتے تھے

"شاہ ولی اللہ مغل سلطنت کے عہد زوال اور برصغیر کے معاشی، تہذیبی، نفسیاتی اور سیاسی غلبہ کے درمیانی عہد سے تعلق رکھتے ہیں اس اعتبار سے ان کی حیثیت برصغیر میں مسلمانوں کے قدیم اور جدید ادوار کے درمیان ایک پل جیسی ہے۔"(13)

علاج کے لئے کمر ہمت باندھی اور ہر ممکن طریقہ اختیار کیا تنقید کا نشتر استعمال کیا اور ہر گروہ کی خامیاں کوتاہیاں کھول کر اس کے سامنے رکھ دیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے وسیع دینی لٹریچر، تفسیر توضیح حدیث، فلسفہ، دین، تصوف اور احسان کی تعلیم اور عملی تربیت کے ذریعے ان کے سامنے وہ شاہراہ ہدایت واضح کی جو ان کے لئے دنیا اور آخرت کی عزت وسربلندی اور کامیابی کا راستہ کھولتی ہے مسلمانان ہند کی ان ساری بیماریوں اور تکالیفات اور مسائل کا منبع اور مصدر ہر سطح ہر دائرہ زندگی میں اخلاق کا زوال ہے شاہ ولی اللہ نے ان حالات کا جائزہ لیا اور زوال امت کے اسباب کو تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا حل بھی تجویز کیا آپ اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلم امہ ہند کی تمام بیماریوں کی جڑ اخلاق کا زوال ہے اور قرآن ہی نسخہ شفاء آپ نے مسلمانوں کو ان رسوم کو ترک کرنے کی تلقین کی جو انہوں نے ہندوں سے اپنالی تھیں مثلاً بیوہ کی دوسری شادی کی ممانعت رسم قل اور چہلم وغیرہ جیسی رسومات پر دولت خرچ کرنے سے لوگوں کو منع کیا اور مسلمانوں کے اندر جو اخلاقی اور معاشرتی برائیاں تھیں انھیں دور کرنے کے لئے عملی اقدامات کئے۔

"آپ نے اسلام کے پورے فکری، اخلاقی، شرعی اور تمدنی نظام کو مرتب صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی، یہ وہ کارنامہ ہے جس میں وہ اپنے تمام پیش رووں سے برتری لے گئے ہیں، اگرچہ ابتدائی تین صدیوں میں بکثرت ایسے آئمہ گذرے ہیں جن کے کام کو دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے ذہن میں اسلام کے نظام حیات کا مکمل تصور رکھتے ہیں، اور اسی طرح بعد کی صدیوں میں بھی ایسے محققین ملتے ہیں، جن کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اس تصور سے خالی تھے لیکن ان میں سے کسی نے بھی جامعیت اور منطقی ترتیب کے ساتھ اسلامی نظام کو بحیثیت ایک نظام کے مرتب کرنے کی طرف توجہ نہیں کی، یہ شرف شاہ ولی اللہ ہی کے لئے مقدر ہو چکا تھا کہ وہ اس راہ میں پیش قدمی کریں"۔(14)

عقائد کی درستگی:

آپ اپنی کتاب الفوز الکبیر میں لکھتے ہیں:

"شرک یہ ہے کہ ماسوا اللہ کے لئے ان صفات کو ثابت مانا جائے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہوں اور مثلاً عالم کے اندر تصرفات ارادی جو کو کن فیکون سے تعبیر کرتے ہیں۔۔۔۔ لوگوں کی رضامندی وناراضی دوسرے بندوں کے حق میں موئثر ہے اس لئے وہ ان بندگان خاص کے تقرب کو ضروری خیال کرتے تھے تاکہ بادشاہ حقیقی کی درگاہ میں مقبولیت حاصل ہو جائے، اور جزائے اعمال کے وقت ان کے حق میں شفاعت درجہ قبولیت حاصل کرے اور ان خیالی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے وہاں لوگوں کو سجدہ کرنا اور ان کے لئے قربانی کرنا اور ان کے نام کی قسم کھنا، اور ضروری امور میں ان کی قدرت کن فیکون میں مدد لینا جائز سمجھتے تھے، انہوں نے پتھر، پیتل اور سیسہ وغیرہ کی مورتیں بنا کر ان کی روحوں کی طرف متوجہ ہونے کا وسیلہ بنالیا اور یوں عملی شرک میں مبتلا ہوتے چلے گئے"۔(15)

قرآن کی تعلیم و تفہم:

آپ کا علمی واصلاحی کارنامہ یہ تھا کہ آپ نے عقائد کی تشریح و تفہیم کا کام کتاب وسنت کی روشنی میں انجام دیا آپ نے فلسفہ اور منطق کو رد کیا۔

"آپ کا سب سے اہم کام قرآن اور علوم قرآنی کی اشاعت ہے اس سلسلے میں آپ کا بڑا کارنامہ قرآن مجید کا فارسی ترجمہ ہے، ہندوستان میں بہت کم لوگ عربی جانتے تھے دفتری اور تعلیمی زبان فارسی تھی، لیکن اس زبان میں قرآن مجید کا کوئی ترجمہ رائج نہ تھا عام تعلیم یافتہ مسلمان گلستان، بوستان سکندرنامہ اور شاہنامہ تو پڑھتے اور سمجھتے لیکن قرآن مجید سے جو ہدایات کا سرچشمہ ہے ناواقف رہتے۔"(16)

"آپ نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر قرآن پاک کا فارسی میں ترجمہ کیا اس وقت کے علماء کو جب کلام مجید کے ترجمہ کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کو کلام پاک کی بے ادبی جانا اور آپ کی جان کے درپے ہو گئے لیکن شاہ صاحب کی جرات اور فرض شناسی کامیاب ہوئی "انھوں نے انھوں نے لوگوں کو یہ بات باور کروائی کہ کلام اللہ اس لئے نہیں آیا کہ اسکو ریشمی جزدانوں میں لپیٹ کر طاق پر تبرکا رکھا جائے یا جس طرح دوسری قومیں منتر پڑھا کرتی ہیں ہم بھی اسے طوطے کی طرح بغیر سمجھے پڑھ دیں، یہ کتاب انسانی زندگی کے متعلق اہم ترین حقائق کو بے نقاب کرتی ہے اس کے نازل ہونے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اسے پڑھیں اور ان حقائق کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں اور اس کے لئے رائج الوقت زبانوں میں اس کا ترجمہ ضروری ہے"۔(17)

آپ نے نہ صرف ترجمہ قرآن پاک لکھا بلکہ اس کے علمی پہلوؤں پر بھی ایک رسالہ لکھا اور مقدمہ فی ترجمہ القرآن مجید میں قرآن مجید کے مترجموں کی راہنمائی کے لئے کارآمد ہدایات درج ہیں۔ آپ نے علم تفسیر کے متعلق کتابیں لکھیں جن میں الفوز الکبیر فی اصول تفسیر قابل ذکر ہیں۔

"شاه ولي الله الدهلوي تراثا كبيرا فيما يتعلق بالقرآن الكريم وعلومه، والكتب المعروفة والمتداولة للشيخ ولي الله الدهلوي في موضوعات علوم القرآن هي التالية: "الفوز الكبير في أصول التفسير": هذا الكتاب أصله في اللغة الفارسية، لكنه ترجم إلى اللغات الأخرى، وهذه التراجم هي المتداولة الآن، ترجم إلى اللغة العربية مرتين؛ الترجمة الأولى قام بها الشيخ محمد منير الدمشقي الأزهري، والترجمة الثانية

للشيخ سيد سليمان الندوي-----"الفوز الكبير"، وهي "فتح الخبير".- "فتح الخبير بما لابد من حفظه في علم التفسير": كتبه الشاه باللغة العربية، ويعتبر تكملة "الفوز الكبير".(١٨)

"شاہ ولی اللہ دہلوی نے علوم القرآن پر ایک مشہور کتاب الفوز الکبیر فی اصول تفسیر لکھی ہے اور یہ اصل میں فارسی زبان میں لکھی گئی ہے، لیکن اس کے تراجم لغۃ العربیہ میں تین مرتبہ ہوئے ہیں ترجمہ کرنے والوں میں الشیخ محمد منیر الدمشقی الازھری اور سید سلیمان ندوی شامل ہیں۔ حروف مقطعات کی بحث کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور اس کا تکملہ بھی لکھا گیا ہے اور اس کا نام فتح الخبیر ہے"۔

سید ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ "شاہ صاحب نے سفر حجاز سے واپسی کے پانچ سال کے بعد (غالباً اصلاح عقائد کی کوششوں کا نتیجہ دیکھنے کے بعد جو خصوصی درس و تدریس اور واعظ و ارشاد کے ذریعے ہو رہی تھی) یہ فیصلہ کیا کہ ہدایت عام، اصلاح عقائد، اور اللہ تعالی سے طاقتور رابطہ پیدا کرنے کا کوئی ذریعہ قرآن مجید کی ہدایت کی براہ راست اشاعت و تبلیغ سے زیادہ موثر نہیں ہو سکتا، اور اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے قرآن مجید کا ترجمہ اور اس کی اشاعت"۔(19)

"آپ مدرسے میں قرآن پاک کی تعلیم دیا کرتے تھے اور جس طریقہ تفہیم قرآن کو آپ نے عملاً مفید پایا، اس طریقہ تعلیم کی وصیت کی: فرمایا قرآن کا درس اس طرح دیں کہ صرف قرآن پڑھائیں، بغیر تفسیر کے، ساتھ ساتھ ترجمہ کرتے جائیں، جہاں کوئی نحو یا شان نزول کا مشکل مسئلہ آئے، وہاں ٹھہریں اور اس پر بحث کریں، درس سے فارغ ہونے کے بعد درس میں جتنا قرآن پڑھا گیا ہے ہو، اس کی مقدار کے مطابق جلالین پڑھائیں، اسی طرح پڑھنے میں بڑے فائدے ہیں"۔(20)

الفوز الکبیر فی اصل تفسیر میں اس بات پر زور دیا کہ قرآن مجید مسلمانوں کے ہر مرحلہ زندگی میں داخل ہو جائے اور اخلاق و عمل اور معاشرت سمیت زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرے اس ضمن میں اولین راہنمائی کا کام شاہ ولی اللہ کا بہت بڑا کارنامہ ہے اس سے پہلے کم ہی لوگوں نے قرآن مجید کو اس طرح سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

آپ لکھتے ہیں: "منافقین کی اس حالت کے پیش نظر آپ کا فرض یہ ہے کہ جب قرآن پاک کی تلاوت کرنے بیٹھیں تو یہ ہرگز مت سمجھیں کہ یہ سب کسی ایسی قوم سے خطاب ہے جو کسی زمانے میں موجود تھی اور اب فنا ہو گئی ہے، رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سامنے رکھو کہ تم بھی گذشتہ لوگوں کے راستے پر چلوگے اور یقین کریں کہ آج دین میں ایسی آفت نہیں ہے کہ پہلے سے جس کا نمونہ موجود نہ ہو"۔(21) "نصاری کا نمونہ بھی انہیں امت مسلمہ میں مل جاتا ہے، وہ جو اولیاء اللہ اور اپنے بزرگوں کو فوق البشر جانتے ہیں بس ظاہر اانہیں خدا نہیں کہتے لیکن ان کی جن صفات اور کمالات کا دعوی کرتے ہیں انہیں خدا سے پست بھی نہیں ہونے دیتے"۔(22)

"یہودیوں کے اخلاق و کردار پر قرآن مجید میں جابجا تبصرہ کیا گیا ہے، وہ کتمان آیات، تحریف آیات، بد عملی اور سنگین مذاق کے مجرم تھے"۔(23) ان کے علماء سو قوم سے دو ہاتھ آگے تھے اور معمولی دینوی منافع کے لئے عوام کی غلط راہنمائی کے دہرے مجرم تھے۔۔۔۔ شاہ ولی اللہ نے اس آئینہ قرآنی میں مسلم علمأ فقہا اور مقتدا حضرات کو اپنا کردار اور عمل ملاحظہ فرمانے کی دعوت دی"۔(24)

علم الحدیث اور درس حدیث:

یہ شرف شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے لئے مقدر تھا کہ انہوں نے اس خلوص کے ساتھ اس تذکرے کو زندہ کیا آج بھی برصغیر کی فضاؤں میں اس کی گونج باقی ہے اور برصغیر میں روایت حدیث کے تقریباً ننانوے فیصد سلسلے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خاندان پر ختم ہوتے ہیں"۔(25)

"اپنے والد کی وفات کے بعد آپ نے مسند درس پر متمکن ہونے کے بعد نصاب تعلیم میں بھی ترمیم کی اور درس قرآن کریم کو جزو نصاب قرار دیا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے نصاب کے اندر حدیث کو شامل کیا اور مدرسہ میں درس حدیث کا آغاز کیا، حرمین شریفین سے واپسی پر شاہ ولی اللہؒ دلی تشریف لائے اور اپنے قدیم مکان میں اقامت اختیار کی، مدرسہ رحیمیہ کے جس کی بنیاد جناب شیخ عبدالرحیمؒ ڈال گئے تھے رونق دی، حدیث و تفسیر کا درس دینا شروع کیا تو گویا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے بعد اس زمانے میں آپ نے حدیث شریف کو فروغ بخشا اطراف ہند میں آپ کی حدیث دانی کی شہرت ہوئی اور پرانی دلی دار الحدیث بن گئی"۔[26]

آپ نے مصفیٰ شرح موطا (فارسی) تحریر کی یہ موطا امام مالک کی شرح ہے جناب شاہ ولی اللہ نے اس کی ایسی عمدہ شرح لکھی ہے جس سے اصل کتاب کی رونق دوبالا ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے چہل حدیث کے نام سے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی ہے اس کتاب میں نہایت مختصر مختصر احادیث درج کی ہیں یہ کتاب عربی میں تحریر کی گئی ہیں، مسوی نشرح موطا (عربی) میں ہے یہ بھی موطا کی آسان فہم شرح ہے۔[27] شاہ ولی اللہؒ نے علم حدیث کے ذریعہ شرک وبدعت کے فتنوں سے دین کو پاک کیا، وہ ان نفوس قدسیہ میں سے تھے، جنہوں نے علوم وسنت کو دیگر علوم پر ترجیح دی اور فقہ کو سنت کے تابع و محکوم بنایا، انہوں نے اس انداز میں حدیث کی تعلیم دی کہ اہل روایت خوش ہو گئے اور اہل درایت بھی مشتاق بن گئے"۔[28]

معاشرتی واخلاقی مسائل کا حل:

آپ واضح طریقے سے یہ تصور پیش کرتے ہیں کہ معیشت وہ اساس ہے جس پر تہذیب و تمدن کی بلند و بالا عمارت وجود میں آتی ہے، چناچہ صحت مند معاشی نظام، صحت مند طبقوں میں تقسیم ہو جاتا ہے، چوں کہ ابھی ذرائع پیداوار پسماندہ ہوتے ہیں، لہذا بہتر سماجی تنظیم کی خاطر ان دونوں طبقات میں تعاون بہت ضروری ہوتا ہے"۔[29]

معاشرتی خرابیوں پر تنبیہ:

اسلامی شعائر کی جگہ ہندوانہ شعائر نے جگہ لے لی تھی، علم دین ایک خاص طبقے میں محدود ہو کر رہ گیا تھا شاہ صاحب نے ان حالات میں نہ صرف علمی کام کیا بلکہ باقی علماء عصر کے برعکس قوم کی معاشرتی بیماریوں پر آپ کی نظر تھی اور اپنی تصنیفات میں انھوں نے ان خرابیوں کا جابجا تذکرہ کیا ہے۔ ان کا اپنے وصیت نامے میں آپ نے تذکرہ کیا ہے:

"بقدر امکان عادات ورسوم عرب اول کہ منشار آنحضرت است ﷺ از دست مزہیم، ورسوم عجم وعادات ہنود راز درمیان خود بگزاریگزام --- درشت لباس باشید وسخت گزاران باشید وکہنہ پوشی خوکنید"۔(٣٠)

آپ اپنے وصیت نامے میں اس بات کی تلقین کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی سنت پر عمل کیا جائے اہل عجم اور ہندوؤں کے طور طریقوں کو نہ اپنایا جائے، لباس میں بھی ان کی پیروی نہ کی جائے۔

معیشت اور اخلاق کا باہمی ربط:

شاہ صاحب نے اخلاقیات اور معیشت کے باہمی ربط پر بڑی عمدہ بحث کی ہے، چنانچہ "ان کا ماننا ہے کہ اخلاق، حالات سے پیدا ہوتے ہیں، محض علوم سے نہیں[31] (٦١) انہوں نے نہ صرف اخلاق کا تعلق معیشت کے ساتھ جوڑا، بلکہ عدل کو معاشی اور معاشرتی زندگی کی اساس قرار دیا[32] (٦٢) سید ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں کہ: " شاہ ولی اللہ نے علمائے اخلاق اور ماہرین اقتصادیات میں پہلی مرتبہ علم المعیشت کا علم الاخلاق سے گہرا ربط ثابت کیا ہے، شاہ صاحب کے نزدیک جب یہ ربط ٹوٹ جاتا ہے تو معاشیات اور اخلاقیات دونوں کو

شدید بحران سے واسطہ پڑتا ہے جس کا اثر مذہب واخلاق پر سکون زندگی ،انسانوں کے باہمی روابط اور تمدن اور تہذیب سبھی پر پڑتا ہے"۔[33]

نصاب تعلیم اور تحقیق کی طرف توجہ:

آپ نے برصغیر کے مسلمانوں کو اس بات پر تنبیہ کی کہ اپنے تعلیمی نظام کو بہتر بنائیں جامد نظام کی بجائے ایسا نظام تعلم مرتب کرنے پر زور دیا جو مسلمانوں کے اندر غور وفکر کو ابھارے۔

اس حوالے سے خواجہ محمد سعید لکھتے ہیں "درس نظامی کا نصاب اسلامی مکاتب میں پڑھایا جاتا تھا وہ وقت کے تقاضوں کے مطابق نہ تھا جس سے طلبہ جمود کا شکار ہو رہے تھے ،اس سے کسی قسم کی ذہنی نشو نما نہیں ہو پا رہی تھی شاہ صاحب کے نزدیک مروجہ نظام تعلیم اسلامی نقطہ نظر سے کردار کی تشکیل کے قابل نہیں ،ان کا یہ بہت بڑ کارنامہ ہے کہ انہوں نے علمی جمود کو توڑا ،اندھی تقلید ترک کی ،اتہاد کے بند دروازوں کو کھولا اور فکر نظر کی نئی راہیں ملت اسلامیہ کو عطا کیں"۔[34]

تعلیم اور معاشرتی اصلاح:

شاہ صاحب اپنے دور کے نصاب تعلیم اور اس کے معاشرتی اثرات سے مطمئن نہ تھے اور اخلاق تعلیم کے مثبت سماجی اثرات کے لیے حقیقی مذہبی تعلیم زور دیتے تھے ،اس لئے کہ مذہبی تعلیم سب سے زیادہ بھائی چارہ ،رواداری ،وسیع النظری اور وسیع القب ہونے کی تلقین کرتی ہے"۔[35]

آپ اپنی کتاب۔۔۔میں تعلیمی مقاصد بیان کرتے ہیں کہ :"انسانی زندگی کی اصل رہنمائی دین کے ذریعے ہی ممکن ہو سکتی ہے ،دوسرا بنیادی تصور یہ ہے کہ معاشرتی امن وامان اور تعمیری ترقی کے لئے اہل علم وسیاست کے مابین مفاہمت از حد ضروری ہے ،تیسرا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ دائمی اور ابدی سعادت کے حصول کے لئے بھرپور کوشش کرے"۔[36]

سماجی اصلاح اور معاش:

شاہ ولی اللہؒ کے خیال میں معاشرے کی تمام برائیاں خواہ اخلاقی ہوں یا روحانی تہذیبی ہوں یا ثقافتی ،سیاسی ہوں یا عمرانی ،ان کی اصل وجہ معاشی عدم مساوات ہوتی ہے ،وہ ایسی فلاحی مملکت کے حق میں ہیں ،جہاں آبادی کی معاشی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ روحانی تقاضوں کا بھی خیال رکھا جائے ،چنانچہ فرماتے ہیں کہ :

" مطلق العنان حکومت ،امارات ،جاگیرداری وسرمایہ داری ،جبری مشقت اور کسی قسم کی غلامی کا تصور اسلام میں موجود نہیں کیونکہ یہ وسائل صالح اجتماعیت کی راہمیں مزاحم ہوتے ہیں ،انبیاء کی بعثت کا مقصد انسانیت کو خدا کی بندگی کے طریقے سکھانے کے علاوہ یہ بھی تھا کہ تہذیب وتمدن کے خراب رسوم ورواج ختم کر دیں اور ان کی جگہ لوگوں کو صحیح قسم کے اجتماعی ادارے قائم کرنے کی ترغیب دیں ۔۔۔جس طرح سوسائٹی میں اقتصادی توازن نہ ہو اس میں طرح طرح کے روگ پیدا ہو جاتے ہیں ،وہاں عدل وانصاف قائم ہو سکتا ہے نہ مذہب اپنا اچھا اثر ڈالتا ہے[37] فلسفہ اجتماع بیان کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ نے اپنی سماجی فکر کو ایک نئے عنوان سے پیش کیا ہے یعنی " ارتفاقات "یہ ان کی اپنی طبع زاد اصطلاح ہے "۔[38]"انہوں نے اجتماعی زندگی کو انسان کے فطری تقاضوں میں شمار کیا ہے "۔[39]اور ارتفاقات کی ہر منزل میں اور ہر مرتبے پر اخلاقی نظام کی اہمیت بیان کی ہے۔

سید مودودی بھی شاہ صاحب کے اس نظریئے کے ساتھ متفق ہیں کہ ان کے اجتماعی فلسفے کی بنیاد اخلاق پر اٹھائی گئی ہے۔[40] ڈاکٹر بشارت علی لکھتے ہیں کہ اہل مغرب "اقدار" پر مبنی معاشرت کی باتیں تو بہت کرتے ہیں، اقدار ہیں کیا؟ یہ نہیں طے کر سکے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ :

"ہمیں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ آج کل کے مفکرین تشخیص اور علاج کے اقدامات کی تجویز کے دوران یقینی طور پر سماجی اقدار کا حوالہ دیتے ہیں، اس تناظر میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ سماجی اقدار کا جو تصور اہل مغرب کے ہاں پیش کیا جارہا ہے وہ بہترین تضاد ہے، ماہرین علم الاخلاق کی اکثریت اس بات پر اتفاق کرتی ہے کہ مستقل اور پائیدار اخلاقی اقدار دین کے علاوہ کہیں اور نہیں ملتیں"[41]۔

اخلاقی نظام اور ارتفاقات:

"اخلاقی نظام پر وہ ایک اجتماعی فلسفے کی عمارت اٹھاتے ہیں، جس کے لئے انہوں نے ارتفاقات کا عنوان تجویز کیا ہے، اور اس سلسلے میں شہریت، آداب معاشرت، سیاست، معیشت، عدالت، محصولات، ملکی نظم ونسق اور فوجی تنظیم وغیرہ کی تفصیلات بیان کی ہیں، ارتفاق سے شاہ صاحب کی مراد افراد کا ایک دوسرے سے تعاون، اشتراک عمل اور معتدل ومتوازن شہری زندگی کے قیام کے لئے "تدابیر نافعہ "ہیں اس طرح شاہ صاحب نے انسانی سعادت کے انفرادی واجتماعی دونوں پہلوؤں اور دنیوی وآخری دونوں زندگیوں سے بحث کی ہے"[42]۔

انہوں نے بتایا کہ : " معاشیات اور اخلاقیات دونوں کو شدید بحران سے واسطہ پڑتا ہے، جس کا اثر مذہب واخلاق ، پرسکون انفرادی زندگی، پرامن اجتماعی زندگی انسانوں کے باہمی روابط اور تمدن وتہذیب سب پر پڑتا ہے، ان کے نزدیک انسانوں کے اجتماعی اخلاق اس وقت بالکل برباد ہو جاتے ہیں، جب کسی مجبوری سے ان کو اقتصادی تنگی اور غربت وافلاس پر مجبور کر دیا جائے، اس وقت انسان گدھے اور بیل کی طرح سے روٹی حاصل کرنے کے لئے سرگرداں رہنے لگتے ہیں، اور ہر طرح کی سعادتوں اور ترقیوں سے محروم ہو جاتے ہیں"۔[43]

تصوف کی اصلاح:

آپ کا نظریہ تصوف اپنے زمانے کے صوفیاء کرام سے بالکل مختلف تھا آپ روحانی فکر کی بنیاد اجتماعیت پر تھی اسے وہ انسانوں کے اخلاق بلند کرنے اور اسے روحانیت میں پختہ کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں تاکہ معاشرے کا نظم اچھے طریقے سے چل سکے، وہ انفرادی اصلاح کے محدود تصور کی بجائے اجتماعی تزکیہ کو اپنے روحانی فکر کی بنیاد بناتے ہیں۔ وہ تصوف کے نہ صرف قائل تھے بلکہ اسے ایک نعمت عظمی سمجھتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں کہ :"اگرچہ صوفیاء کرام کے اخلاقی محاسن کا تتبع بلاشبہ ایک نعمت عظمیٰ ہے، تاہم ان کی رسومات (جو خلاف شریعت ہیں) کارآمد نہیں، ایسے صوفیاء جنہیں قرآن کریم اور احادیث سے علاقہ نہیں حقیقتاوہ قابل تقلید نہیں ہیں"۔[44]

طہارت وپاکیزگی کی تلقین:

اس سے مراد بدن لباس، ماحول، اخلاق وعادات اور افکار کی پاکیزگی ہے۔ بہت سے معاملات میں آدمی فطری طور پر خود کو ناپاک محسوس کرتا ہے اس حالت یا کیفیت سے نکلنا طہارت ہے، طہارت کی موجودگی میں انسان روحانی طور پر ترقی حاصل کرتا ہے اور اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"والطهارة أشبه الصفات النسيمة بحالات الملأ الأعلى في تجردها عن الألواث البهيمية".(٤٥)

طہارت ایک ایسا وصف ہے جس سے انسان کو ملاء اعلی کے ساتھ مشابہت حاصل ہوتی ہے، جن کا وصف لازم طہارت ہے کیو نکہ اللہ تعالی نے ان کو آلودگیوں سے مبرا پیدا کیا ہے، اسی وجہ سے طہارت، نفس، انسانی کو اعمالی کمال کے ساتھ متصف کرتی ہے۔

اخبات: اللہ تعالی کی طرف رجوع کی تلقین:

اللہ کی طرف رجوع کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور اس کے لئے اخبات کی اصطلاح استعمال کی ہے "اخبات شاہ صاحب کے نزدیک اللہ تعالی کے لئے خصوع اور دل کو اس کی طرف متوجہ کرنا ہے یعنی الاخبات للہ تعالی"۔(46)

یعنی اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنا اور اس کی توجہ قائم رکھنا اس حالت کی تکمیل سے اللہ تعالی کی کبریائی اور جلال انسان کے قلب کے اندر قائم ہوتا ہے، غفلت اور اس سے دور ہونا اور اس کی طرف متوجہ ہونا تذکیر و تفہیم اس میں معاون و مددگار ہوتی ہے، اس صفت کے نتیجے میں انسان عبادت گذار ہو جاتا ہے اور اللہ کی تسبیح میں مشغول رہتا ہے۔

سماحت: اعلیٰ اخلاقی صفات کی پرورش:

اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی پر پست اور رذیل جذبات کا غلبہ نہ ہونا اور اس کے اندر سخاوت، عفت اور پاک بازی، صبر، تقوی اور طہارت جیسی اعلی اخلاقیات پائی جائیں، اس سے مراد ہے کہ انسان کا حیوانی جذبات کے تابع نہ ہونا اور انسانی اجتماعی جذبے کا غلبہ ہونا، اس خلق سے انسانی خدمت خلق کے قابل ہو جاتا ہے شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

> "پس عدم قبول نفس داعیہ شہوت فرج وبطن راعفت گویند وعدم قبول داعیہ رفاہیت وترک عمل را اجتہاد گویند وعدم قبول داعیہ ضجر وجزع راصبر گویند وعدم قبول داعیہ حب انتقام راعفو گویند"۔(٤٧)
>
> پس جب شہوت فرج اور بطن کے تقاضے کو نفس قبول نہ کرے تو اس کو عفت کہتے ہیں، اور رفاہیت اور ترک عمل کے تقاضے کو قبول نہ کرے تو اس کو صبر کہتے ہیں اور جب انتقام کے تقاضے کو قبول نہ کرے تو اس کو عفو کہتے ہیں۔

عدالت کی صفت:

> یعنی عدالت اس ملکہ راسخہ کو کہتے ہیں جس کی بدولت آدمی سے وہ افعال اور اعمال بے تکلف ظہور میں آتے ہیں، جن سے نظام تمدن کو ثبات اور استحکام حاصل ہو جاتا ہے، شاہ صاحب عدالت کی بھی متعدد اقسام گنواتے ہیں مثلا اپنی حرکات و سکنات پر نظر رکھنا اور اچھی وضع اختیار کرنا اور ہر معاملے میں بہترین وضع اختیار کرنا ادب کہلاتا ہے معاملات یعنی جمع و خرچ اور خرید فروخت کی بہترین تدابیر اختیار کرنا کفایت کہلاتا ہے گھر کا بندوبست یعنی تدبیر منزل احسن طریقے سے کرنا ہی سلیقہ مندی کہلاتا ہے"۔(48)

خلاصہ بحث:

شاہ ولی اللہؒ نے مسلمانوں کے مختلف طبقوں اور مسالک کو قریب لانے کی کوشش کی اور معاشرے میں اعتدال کو فروغ دیا آپ نے اس دور کے نصاب میں دور رس تبدیلیاں کیں آپ طلبہ کو ابتدا میں ہی ترجمہ قرآن پڑھانے کے قائل تھے انہوں نے اس دور کے علوم کو قرآن اور سنت کے تابع کیا، آپ نے زندگی کے تمام طبقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو دین کی دعوت

دی اور ان کے عقائد اور اعمال، اخلاق و کردار کی درستگی پر زور دیا، آپ نے صحیح اسلامی ریاست کا تصور دیا اور اسلام کے اصول حکمرانی واضح کئے، آپ نے اسلامی عقائد اور شریعت کے احکام کی حکمت و مصلحت کی ایسی عمدہ تشریح کی جو دل و دماغ کو اپیل کرتی ہے، آپ نے تقریباً تمام اسلامی موضوعات پر قلم اٹھایا، قرآن، حدیث، فقہ، اصول، کلام، تصوف، تاریخ، سیرت اور شریعت کی حکمت پر بیش بہا قیمتی ذخیرہ چھوڑ گئے، جن سے اہل علم لوگ قیامت تک استفادہ کرتے رہیں گے۔

---

(1) رشید احمد، پروفیسر، مسلمانوں کے سیاسی افکار، مطبوعہ لاہور، 1972ء، ص59۔

Rashid Ahmed, profesorMusalmano Ky Syasi Afkar, publication Lahore, 1972, P.59.

(2) شاہ ولی اللہ دہلوی، الجزء اللطیف انفاس العارفین، لاہور، 1947ء، ص403۔

Shah Waliullah Dehlavi, Al-Juz Al-Latif Infas Al-Arifeen, Lahore, 1947, P. 403.

(3) بخش، محمد رحیم، حیات ولی، مطبوعہ کراچی، 1955ء، ص376۔

Bakhsh, Muhammad Rahim, Hayat Wali, Publication Karachi, 1955, P. 376.

(4) شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، مترجم، مولانا عبد الرحیم، قومی کتب خانہ، 1991ء، ص60۔

Shah Waliullah, Hajjatullah- al-Balaga, Mutrajam, Maulana Abdul Rahim, Qomi Kutab Khana, 1991, P. 60.

(5) ندوی، ابوالحسن علی، تاریخ دعوت و عزیمت، مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، لکھنو، 1980، 343/5۔

Nadwi, Abu-ul-Hasan Ali, Tarekhy Dawat -o-Azimat, Majlis-i-Tahqeqat wa Nashreat Islam, Lucknow, 1980, 5/343.

(6) عبد الرشید عراقی، شاہ ولی اللہ، نور السلام اکیڈمی لاہور، 2001ء، ص66۔

Abdul Rasheed Iraqi, Shah Waliullah, Nurul Salam Academy Lahore, 2001, P. 66.

(7) محمد مظہر، بقا، ڈاکٹر، اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، کراچی، بقا پبلیکیشنز، 1986، ص ۱۴۳۔

Muhammad Mazhar, Baqa, Dr. Asuly Fiqh and Shah Waliullah, Karachi, Baqa Publications, 1986, P.143.

(8) رشید احمد، پروفیسر، مسلمانوں کے سیاسی افکار، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۶، ص213۔

Rashid Ahmad, profesor, Muslmano ky siasi Afkar, Adara Sqafty Islamia, Lahore, 2016, P. 213.

(9) تاریخ دعوت و عزیمت، 10/1۔

Tarekhy Dawat-o-Azeemat, vol: 1, P.10.

(10) نظامی، خلیق احمد، شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، علی گڑھ، 1950ء، ص49۔

Nizami, Khaliq Ahmad, Shah Waliullah ky syasi Khatot, Aligarh, 1950, P. 49.

(11) ایضا، ص54۔

Ibid, P.54.

(12) ایضاً، ص51۔

Ibid, P.51.

(13) قاضی جاوید، افکار شاہ ولی اللہ، لاہور، فکشن ہاوس، ۲۰۰۶، ص ۴۷۔

Qazi Javed, Afkar Shah Waliullah, Lahore, Fiction House, 2006, P. 47.

(14) مودودی، ابوالاعلیٰ، مولانا، تجدید و احیائے دین، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور ,2012، ص23۔

Maududi, Abul Ala, Maulana, Tajdedy Ahyay Deen, Islamic Publications, Lahore,2012, P.23.

(15)شاہ ولی اللہ دہلوی، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، مترجم: مولوی رشید احمد، مکتبہ برہان اردو بازار، جامع مسجد دہلی، 1955ء، ص80۔

Shah Waliullah Dehlavi, Al-Fawz-ul-Kabeer fi Usul al-Tafseer, Mutrajam, Maulvi Rashid Ahmed, Muktaba Burhan Urdu Bazar, Jamia Masjid Delhi, 1955, P.80.

(16) جمیل جالبی، برصغیر میں اسلامی کلچر، مترجم: عزیز احمد، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور 1990ء، ص314۔

Jameel Jalbi, Bary Sager Main Islami Culture, Mutrajam: Aziz Ahmad, Idara Sqafty Islamiă, Lahore 1990, P. 314.

(17)محمد اکرام، شیخ، رود کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۵، ص553۔

Muhammad Ikram, Shaikh, Ruud-e- Kausar, Idara Sqafty Islamiă, Lahore, 2015, P.553.

(18)الفوز الکبیر فی اصول تفسیر، ص44۔

Al Fouz Al Kabir Fi Asuly Tafseer, P.44.

(19)تاریخ دعوت وعزیمت، 145/5۔

Tarekhy Dawat-o-Azeemat, Vol:5, P.145.

(20)ایضاً، ص145۔

Ibid, P.145.

(21)ایضاً، ص41۔

Ibid, P.41.

(22)الفوز الکبیر فی اصول تفسیر، ص35؛ التفہیمات الالھیۃ، 134/2، 135۔

Al Fouz Al Kabir Fi Asuly Tafseer, P.35.Tafhimat Ilahia,Vol: 2, P.134,135.

(23)الفوز الکبیر فی اصول تفسیر، 24تا25۔

Al Fouz Al Kabir Fi Asuly Tafseer, P.24,25.

(24)ایضاً، ص36۔

Ibid, P.36.

(25)غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضرات حدیث، الفیصل تاجران وناشران، لاہور، 2004ء، ص427۔

Ghazi, Mahmud Ahmad, Dr., Mahazrat-y -Hadith, Al-Faisal Tajran w Nashran, Lahore, 2004, P. 427.

(26)عبد الرحمن پانی پتی، محدث، کشف الحجاب، لکھنو مطبع بہار کشمیر، 1298ھ، ص9۔

Abdul Rahman Panipati, Muhaddith, Kashif al-Hijab, Lkhnawo Bihar Kashmir, 1298 AH, P.9.

(27)رحیم بخش، دہلوی، حیات ولی، مکتبہ سلفیہ، لاہور، ۱۹۵۵ص29۔

Rahim Bakhsh, Dehlavi, Hayat Wali, Muktaba Salafia, Lahore, 1955 P.29.

(28)قنوجی، اتحاف النبلاء المتقین باحیاء ماثر الفقہاء المحدثین، مطبع نظامی کانپور، 1288ھ، ص430۔

Kanoji, Ithf -ul-Nubla, Almutaqen, Ba Ahya Masar -al-Muhadaseen, Matba Nzami Kanpor,1288 AH. P.430.

(29)اختر واسع، پروفیسر، فرحت احساس، امام شاہ ولی اللہ افکار وآثار، البلاغ پبلی کیشنز، دہلی، ۱۴۳۳ھ، ص206۔

Akhtar Wasee, profesor, Farhat Ehsaas, ImamShah Wali Allah, Al Balag Publications, Delhi, 1433 AH, P. 206.

(30)شاہ ولی اللہ دہلوی، التفہیمات الالھیۃ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد، 1979ء، ص430، شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی، التفہیمات الالھیۃ (مرتب مولوی محمد اسحاق نگینوی) مقبول پریس دہلی، س ن ص400۔

Shah Waliullah Dehlavi, Tafihimat al-Ilahiat, Shah Waliullah Academy Hyderabad, 1979, p. 430, Shah Waliullah, Muhadis Dehlavi, Tafihimat al-Ilahia, (Mratab, Ishaq Naginvi) Maqbool Press, Dehli, SN, P.400.

(31) دہلوی، شاہ ولی اللہ، البدور البازغہ، حیدرآباد، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، ۱۹۷۰ء، ص ۵۰۔

Dehlawi, Shah Waliullah, Al-Badur al-Bazgha, Hyderabad, Academi Shah Waliullah, 1970, P.50.

(32) بشیر احمد، شیخ، شاہ والی اللہ کا فلسفہ عمرانیات ومعاشیات، لاہور، مکی دار الکتب، ۱۹۹۴ء، ص ۱۶۴۔

Basheer Ahmad, Shaikh, Shahwali ullah's Philosophy of Social Sciences and Economics, Lahore, Makki Darul Kitab, 1994, P. 164.

(33) ندوی، ابوالحسن علی، تاریخ دعوت وعزیمت، کراچی مجلس نشریات اسلام، س ن، ج ۵، ص ۲۲۶۔

Nadwi, Abu-ul-Hasan Ali, Tarekhy Dawat-o-Azeemat, Karachi Majlis-e-Nashat-e-Islam, Vol. 5, P. 226.

(34) محمد سعید، خواجہ، عصر حاضر میں شاہ ولی اللہ کے فلسفہ تعلیم کی اہمیت،، ص ۹۶۔

Muhammad Saeed, Khwaja, Asry Hazar Main, Sah Wali Ullah ky Falsafa-a-Taleem Ki Ahmeat, P.96.

(35) برکاتی، محمود احمد، شاہ ولی اللہ اوران کا خاندان، مکتبہ جامعہ نئی دہلی، ۲۰۱۱، ص ۸۳.

Barkati, Mahmood Ahmad, Shah Waliullah Aur an ka Khandan, Maktaba Jamia New Delhi, 2011, P. 83.

(36) دہلوی، شاہ ولی اللہ، اسلامی اصول تعلیم (مرتب: مفتی رشید احمد علوی)، جمعیۃ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۱، ص ۹۶۔

Dehlvi, Shah Waliullah, Islami Asool-y -Taleem, (Mratab: Mufti Rashid Ahmmad Alvi), Jamia Publications, Lahore, 2011, P.96.

(37) حجۃ اللہ البالغہ، باب اقامۃ الارتفاقات، ص، 23،21۔

Shah Waliullah, Hajjatullah al-Balaga, Mutrajam, P.21-23.

(38) شیخ، بشیر احمد، شاہ ولی اللہ کا فلسفہ عمرانیات ومعاشیات، مکی دار الکتب، اردو بازار لاہور 1994ء، ص 45۔

Sheikh, Bashir Ahmad, Shah Waliullah Ka Falsfa Imraniat-w-Msshiat, Makki Dar al-Kitab, Urdubazar, Lahore 1994, P. 45.

(39) حجۃ اللہ البالغہ، 303/1۔

Hajjatullah al-Balaga, Mutrajam, V:1, P.303.

(40) تجدید احیائے دین، ص 112۔

Tajdedy Ahyay Deen, P.112.

(41) Bsharat Ali, Dr., Muslim the First Sociologist, Maktba Milliya, Urdu Bazar Lahore, 1951, P.87.

(42) قاسم محمود، سید، اسلام کی احیائی تحریکیں اور عالم اسلام، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، 1918، ص 86۔

Qasim Mahmood, Syed, Islam Ki Ahyai Tahreekyn or Almy Islam, Al-Faisal Nashiran-W -Tajeran Kuttab, Lahore, 1918, P.86.

(43) ایضاً، ص 86۔

Ibid, P.86.

(44) دہلوی، شاہ ولی اللہ، التفہیمات الالٰہیہ، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد، 1996، ج ۲، ص ,202۔

Shah Waliullah, Muhaddith Dehlavi, Tafihimat- a-Ilahia, Sah Wali Ullah Acadamy, Hadrabad, 1997, V:2, P.202.

(45) حجۃ اللہ البالغہ، 53/1۔

Hajjatullah al-Balaga, Mutrajam, V:1, P.53.

(46) شاہ ولی اللہ دہلوی، ہمعات، ترجمہ، نور الحق علوی، شاہ ولی اللہ اکیڈمی, حیدر آباد، 1964ء، ص89۔

Shah Waliullah Dehlavi, Hamiat, Tarjma, Noor-ul- Haq, Alavi, Hyderabad Shah Waliullah Academy, Hadrabad,1964, P.89.

(47) ایضاً، ص293۔

Ibid, P.293.

(48) ہمعات، ص94۔

Hamaat, P.94.